فہمِ قرآن کورس

سلسلہ 1 عَمَّ (پارہ 30)

معلّم
فضیلۃ الشیخ ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

سبق 8

سُوْرَةُ الْأَعْلٰى

تعارف

سورت کا تعارف

1. اس سورت کا نام پہلی ہی آیت ''الْاَعْلَى'' سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ''مکی'' سورت کہا جاتا ہے۔
2. اس سورت میں ایک رکوع، 19 آیات، 72 کلمات، اور 299 حروف ہیں۔
3. قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 87 اور نزول نمبر 8 ہے۔
4. **ربط:** گزشتہ ''سورة الطارق'' میں انسان کی تخلیق کا ذکر تھا تو اس سورت میں تخلیق کے بعد والے مراحل کا ذکر ہے یعنی تمام اعضاء میں تناسب، ہر چیز کی مقدار مقرر کی اور ہدایت کے راستے سکھلائے، گزشتہ سورت میں منکرین کو مہلت دینے کا ذکر تھا تو اس میں دوران مہلت تذکیر کرنے کی ترغیب دلائی ہے، گزشتہ سورت میں عذاب کی دھمکی دی تھی تو اس سورت میں عذاب سے نجات کا طریقہ بتلایا۔ اور گزشتہ سورت میں قرآن کو قول فیصل کہا تھا تو اس سورت میں قرآن مجید کے کامیابی کے سنہری اصول کا ذکر کیا جن کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتب میں بھی پایا جاتا تھا۔
5. **خلاصۂ سورت:** اس سورت میں تین مضامین بیان کیے گئے ہیں:
   1. توحید الٰہی اور اس کی قدرت کے عظیم شاہکار
   2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو ہم آپ کو وحی کی تعلیمات کے ذریعے اس انداز سے سکھلائیں گے کہ کبھی بھولنے نہ پائیں گے
   3. آخرت کا تذکرہ اور آخرت میں کامیابی کا طریقۂ کار
6. **فضیلت:** اس سورت کی فضیلت میں چند روایات مندرجہ ذیل ہیں:
   1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں عید کی نماز میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى) اور (هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ) کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو دونوں میں یہی سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ (مسلم ، الجمعه ، حديث : 878، مسند احمد : 271/4)
   2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى)، (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (مسنداحمد 123/5)

آیات کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ

آیاتھا ۱۹ | ۸۷ سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ ۸ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿٣﴾ وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿٤﴾ فَجَعَلَهٗ

آپ تسبیح کیجیے	اپنے رب کے نام کی	جو سب سے بلند ہے	جس نے	پیدا کیا	پھر اسے درست کیا	اور جس نے	تقدیر بنائی	پھر راہ دکھائی	اور جس نے	نکالا	چارا	پھر بنا دیا اس کو

اپنے اس پروردگار کے نام کی پاکی بیان کریں جو سب سے اونچا ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کر کے ٹھیک ٹھاک بنایا اور جس نے اس کی تقدیر بنا کر اسے راہ دکھائی اور جس نے (زمین سے) چارا نکالا پھر اسے

غُثَآءً اَحْوٰى ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿٦﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ﴿٧﴾ وَنُیَسِّرُكَ

کوڑا	سیاہ	عنقریب ہم پڑھائیں گے آپ کو	پھر نہیں	آپ بھولیں گے	مگر	جو اللہ چاہے	بے شک وہ	جانتا ہے	ظاہر کو	اور جو	پوشیدہ ہے	اور ہم سہولت دیں گے آپ کو

سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔ عنقریب ہم آپ کو (قرآن) پڑھائیں گے پھر آپ کبھی نہ بھولیں گے سوائے اس کے جو اللہ چاہے بے شک اللہ تعالیٰ ظاہر و مخفی (ہر چیز) کو جانتا ہے اور ہم آپ کو

لِلْیُسْرٰى ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ

آسان (طریقہ) کی	پس آپ نصیحت کیجیے	اگر نفع دے	نصیحت	ضرور نصیحت قبول کریگا	جو ڈرتا ہے (اللہ سے)	اور گریز کرے گا اس سے	بدبخت	جو داخل ہوگا	آگ میں

آسان رہنے کی توفیق دیں گے چنانچہ آپ نصیحت کریں اگر نصیحت نفع دے۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ تو ضرور نصیحت قبول کرے گا اور جو بدبخت ہے وہ اس سے دور رہے گا جو کہ بہت

الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ﴿١٣﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

بہت بڑی	پھر	نہ وہ مرے گا	اس میں	اور نہ	وہ جیئے گا	تحقیق فلاح پا گیا	جو پاک ہوا	اور یاد کیا	نام اپنے رب کا	پھر اس نے نماز پڑھی	بلکہ	تم ترجیح دیتے ہو

بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں نہ مرے گا اور نہ جیئے گا یقیناً فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز ادا کی بلکہ تم تو

الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

دنیاوی زندگی کو	جبکہ آخرت	بہت بہتر ہے	اور ہمیشہ رہنے والی ہے	یقیناً یہ (بات)	البتہ پہلے صحیفوں میں ہے	(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں

دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ یہی بات پہلے صحیفوں میں (کہی گئی تھی) یعنی ابراہیم و موسیٰ کے صحیفوں میں

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

سَبِّحِ	تسبیح، نمازِ تسبیح، دانہ تسبیح، سبحان اللہ، تسبیحات
اسْمَ	اسم، اسماء، اسمائے الٰہی، اسماء الرجال، اسم بامسمّٰی
الْاَعْلَى	اعلیٰ، وزیر اعلیٰ، عالی، اعلیٰ و ارفع، اعلائے کلمۃ الحق
خَلَقَ	تخلیق، خلقت، مخلوق، خالق
فَسَوّٰى	مساوی، مساوات، خط استواء، مساوی حقوق
قَدَّرَ	تقدیر، مقدار، قدرت، قدر، مقدر، مقدور
فَهَدٰى	ہدایت، ہدایت یافتہ، کتاب ہدیٰ، ہادی و رہنما، ہدایات
اَخْرَجَ	خارج، داخل و خارج، وزیر خارجہ، خارجی امور، اخراج، خروج
سَنُقْرِئُكَ	قراءت، قاری، قاریٔ القرآن، اِقرأ، قارئین
تَنْسٰٓى	نسیان، نسیاً منسیاً
الْجَهْرَ	جہری نماز، آمین بالجہر
یَخْفٰى	مخفی، خفیہ، خفیہ راز، خفیہ پولیس، اخفائے راز

نُیَسِّرُكَ	یسر، میسر
نَّفَعَتِ	نفع، نفع بخش، منافع بخش، منفعت
یَّخْشٰى	خشیت الٰہی
یَتَجَنَّبُهَا	اجتناب، اجنبی، اجانب، مجتنب
الْاَشْقَى	شقاوت، شقی القلب
الْكُبْرٰى	شفاعت کبریٰ، کبیر، کبار علمائے کرام
یَحْیٰى	حیات، حیات جاوداں، موت و حیات
اَفْلَحَ	فلاح، فلاح و بہبود، فلاحی ادارے
تَزَكّٰى	تزکیۂ نفس، تزکیہ سرٹیفکیٹ، زکوٰۃ
تُؤْثِرُوْنَ	ایثار کرنا، ایثار و قربانی
اَبْقٰى	باقی، بقایا، باقیات، باقیات الصالحات، بقیہ
الصُّحُفِ	صحیفہ، صحائف، آسمانی صحیفہ، مصحف

مختصر گرائمر ولغت

سَبِّحِ	واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ''تَسْبِيْحٌ '' (پاکیزگی بیان کرنا)
الْاَعْلَى	واحد مذکر، اسم تفضیل، مصدر ''عُلُوٌّ '' (بلند ہونا)
فَسَوّٰى	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَسْوِيَةٌ '' (برابر کرنا) شروع میں ''ف'' عاطفہ ہے۔
قَدَّرَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَقْدِيْرٌ '' (اندازہ کرنا)
فَهَدٰى	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''هِدَايَةٌ '' (راہنمائی کرنا)
اَخْرَجَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِخْرَاجٌ '' (نکالنا)
فَجَعَلَهٗ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''جَعْلٌ '' (کرنا) آخر میں ''هٗ'' ضمیر مفعول ہے۔
سَنُقْرِئُكَ	جمع متکلم، مضارع معلوم، مصدر ''اِقْرَاْءٌ '' (پڑھانا) شروع میں ''س'' مستقبل قریب کے لیے اور آخر میں ''ك''، ضمیر مفعول بہ ہے۔

لَا تَنْسٰٓى	واحد مذکر حاضر، مضارع نفی معلوم، مصدر ''نِسْيَانٌ '' (بھولنا)
يَخْفٰى	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''خَفَاءٌ '' (پوشیدہ ہونا)
نُيَسِّرُكَ	جمع متکلم، مضارع معلوم، مصدر ''تَيْسِيْرٌ '' (آسانی کردینا) آخر میں ''ك''، ضمیر مفعول ہے۔
فَذَكِّرْ	واحد مذکر، امر حاضر، مصدر، ''تَذْكِيْرٌ '' (یاددہانی کرانا) شروع میں ''ف'' مستأنفہ ہے۔
يَتَجَنَّبُهَا	واحد مذکر حاضر، مضارع معلوم، مصدر ''تَجَنُّبٌ '' (الگ رہنا) آخر میں ''ها''، ضمیر مفعول بہ ہے۔
لَا يَمُوْتُ	واحد مذکر غائب، مضارع نفی معلوم، مصدر ''مَوْتٌ '' (مرنا)
اَفْلَحَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِفْلَاحٌ '' (کامیابی پانا)
تُؤْثِرُوْنَ	جمع مذکر حاضر، مضارع معلوم، مصدر ''اِيْثَارٌ '' (ترجیح دینا)

تفسیر وتشریح:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ①

لفظ ''سَبِّحِ '' کے لغت میں کئی معانی پائے جاتے ہیں، لغت کے امام ابن الفارس نے اس کا معنی عبادت کی ایک قسم یا دوڑ کی ایک قسم بیان کیا ہے، اور امام راغب اس کے معانی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کسی چیز کا پانی میں تیرنا، ہوا میں تیرنا یعنی اڑنا یا تیز رفتاری سے گزر جانا۔''

سَبَّحَ کا مصدر ''سُبْحَان '' بھی آتا ہے جس کے معنی میں مبالغہ پایا جاتا ہے، یعنی کسی ذات کو بہت زیادہ پاک قرار دینا۔ لغوی واصطلاحی معنی میں موافقت اس طرح ہوگی، فضا میں کروڑوں ستارے اور سیارے انتہائی تیز رفتاری سے اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور ان کی رفتار ومدار میں کبھی ذرہ بھر فرق رونما نہیں ہوا۔ اور ہزاروں میل فی منٹ کی رفتار سے چلنے کے باوجود انہیں کبھی چارج کرنے، ٹیوننگ کرنے یا کوئی پرزہ تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس طرح فضا میں لاکھوں پرندے سبک رفتاری سے گردشیں کرتے پھرتے ہیں۔ ہوائیں اپنے شانوں پر ہزاروں ٹن پانی اٹھائے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کی طرف کبھی آہستہ اور کبھی تیزی سے چلتی ہیں۔ سمندروں میں لاکھوں قسم کی مخلوق تیرتی پھرتی ہے... کیا یہ سب نظام خود بخود چل رہا ہے؟؟

یقیناً اس مرتب ومنظم نظام کو ترتیب وتدبیر دینے اور انتہائی محکم ومضبوط انداز میں چلانے والی کوئی عظیم ہستی ہے، جس میں کم از کم مندرجہ ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے:

① وہ ہر عیب ونقص سے پاک ہو۔

② وہ اپنا نظام چلانے میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو۔

③ کل کائنات پر اس کا ہمہ وقت تسلط وکنٹرول ہو۔

یہ اوصاف حمیدہ صرف اور صرف اس ذات کے ہیں جسے ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔

رَبُّ الْاَعْلَى کی تسبیح بیان کرنے کے کئی پہلو ہیں، مثلاً:

① ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى '' وظیفہ کرکے، اس کی تسبیح بیان کرو، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى) پڑھتے تو فرماتے (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)۔ ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند ہے۔'' (ابوداود، حدیث: 883)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کم از کم تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)۔ (النسائی، حدیث: 1134)

② اپنے رب کو ہر قسم کے عیب، نقص اور کمزوری سے نیز ہر قسم کی شرکت سے مبرّ ا قرار دینا۔ اور ہر زمان ومکان میں اس کا پرچار کرتے رہنا۔

③ اپنے رب کے نام کی تعظیم وتوقیر کرتے رہو، اسے ایسے طریقے سے، ایسے الفاظ سے یا ایسی جگہ پر یاد نہ کرو جس میں بے ادبی وگستاخی کا پہلو رونما ہوتا ہو۔ جس کاغذ وغیرہ پر اس کا نام لکھا ہوا سے پاؤں تلے نہ روندا جائے بلکہ عزت سے محفوظ جگہ رکھا جائے۔

④ اپنے رب کا نام مخلوق پر مت بولو، جیسے عبد الرحمن کو رحمن، عبد الکریم کو کریم کہنا۔ اور مخلوق کا نام رب پر مت بولو، جیسے: مملوک، مخلوق، عاجز وغیرہ

اور مشترک لفظ کو مخلوق پر اس انداز میں نہ بولا جائے جسے خالق کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے: سمیع، بصیر وغیرہ

رب کے نام کی تسبیح یا اس کی ذات کی تسبیح کرنے کا ایک ہی مفہوم ہے کیونکہ اس کے نام بھی اس کی ذات پر دلالت کرتے ہیں۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت تک ادراک نہیں کرسکتا، یہ صرف نام تک بمشکل رسائی کرسکتا ہے اس لیے نام کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ جب نام کو ہر عیب ونقص سے مبرّ ا قرار دیا جائے گا تو یقیناً ذات کو بالاولی مبرّ ا قرار

دیا جائے گا۔

الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿۲﴾

گزشتہ آیت کریمہ میں جس ذات کے نام کی پاکیزگی بیان کرنے کا حکم دیا گیا تھا، ان آیات میں اس ذاتِ مقدسہ کا تعارف کرایا گیا ہے، یعنی وہ ذات جس نے کل کائنات کو وجود بخشا ہے۔ خَلَقَ کا معنی عدم سے وجود میں لانا اور خلق کا مفعول ذکر نہیں کیا گیا تا کہ اس میں عموم رہے کیونکہ تمام کائنات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور باقی ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے۔

فَسَوّٰی کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو ٹھیک، متوازن اور عمدہ ترین شکل میں بنایا، کوئی چیز بے ڈھب اور غیر متوازن نہیں بنایا، جیسے دوسری جگہ فرمایا:

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ (السجدۃ:7)

"وہ ذات جس نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا۔"

مطلب یہ ہے کہ اس ذات کی تسبیحات بیان کرتے رہو جس نے کائنات کی ہر چیز کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو شکل وصورت اور ہیئت وکیفیت ایسی عطا کی ہے کہ اس سے بہتر کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان کو ایسی جگہ پر ٹکا دیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت جگہ ممکن نہ تھی، مثلاً: آنکھیں، کان، ہاتھ اور پاؤں دو دو مناسب تھے جبکہ منہ، ناک، دل ایک مناسب تھا اور جن جگہوں پر انہیں لگا دیا ان میں ہی ان کا حسن ہے۔ پھر ان میں حسین توازن رکھ دیا، اگر ایک آنکھ چھوٹی اور دوسری بڑی ہوتی، ایک رخسار اُبھرا ہوا اور دوسرا پچکا ہوا ہوتا، ایک ٹانگ لمبی اور دوسری چھوٹی ہوتی تو انسان کی کیسی زندگی ہوتی؟

اسی طرح جانوروں میں سے کسی کو رینگنے والا، کسی کو چلنے والا اور کسی کو اڑنے والا بنا دیا اور اس کے مطابق جسمانی ساخت بھی بنا دی، پودوں میں سے کسی کو بیل والا اور کسی کو تنے والے بنا دیا۔ ان کے خلاف شکل وصورت ممکن نہ تھی، اگر کوئی اعتراض کرے کہ اتنے بڑے تربوز کو بیل کی بجائے تنے والا درخت پر لگانا چاہیے تھا اور آم وسیب کو بیل کے ساتھ لگانا چاہیے تھا تو ہر ایک ایسے آدمی کی عقل پر ماتم کرے گا۔

وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَهَدٰی ۪ۙ﴿۳﴾

قَدَّرَ کا معنی ہے اندازہ لگانا یا فیصلہ کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کرنے سے پہلے ہی اس کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہ وہ کب وجود میں آئے گا، اس کی عمر کیا ہوگی، وہ کتنے سانس لے گا، کتنے پانی کے قطرے اور کتنے دانے نگلے گا، زندگی بھر وہ کتنی چیزیں آنکھوں سے دیکھے گا، کتنی باتیں سنے گا اور کتنے قدم چلے گا۔ اسی طرح نباتات کے متعلق پہلے سے ٹھیک اندازے لگا دیئے کہ کس درخت کے کتنے پتے ہوں گے، ہر پتے کا رنگ، سائز، ڈیزائن کیسا ہوگا اور ہر پتے کی زندگی کتنی ہوگی، زندگی میں کتنی بار حرکت کرے گا اور جھڑ کر زمین پر سیدھا گرے گا یا الٹا۔ یہ اندازے اس ذات نے اس وقت سے لگا دیئے جب زمین وآسمان بھی وجود میں نہ آئے تھے، اسی کا نام "تقدیر" ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

فَهَدٰی کا مطلب ہے راہنمائی کرنا، یعنی جو کچھ اس نے کسی چیز کے بارے میں اندازہ لگایا یا فیصلہ کر دیا تو اس کی تکمیل کیلئے اسے اس راہ پر لگا دیا اور ہر ایک اپنے فیصلہ شدہ کام کو حاصل کرنے کیلئے محنت وکوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ مچھلی کے بچے کو تیرنے، پرندے کے بچے کو اڑنے اور اپنی خوراک حاصل کرنے کا طریقہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی بدولت ہے۔

چونکہ انسان کی پیدائش کا مقصد صرف کھانا پینا اور مرجانا ہی نہ تھا بلکہ معرفتِ الٰہی حاصل کر کے اس کی رضا حاصل کرنا تھا اس مقصد کی ہدایت کے لیے کتب وانبیاء کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا۔

سائنسی علوم بھی عطائے الٰہی ہیں:

یہ بات معلوم شدہ ہے کہ سائنس کسی چیز کو پیدا نہیں کرتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کا استعمال سکھاتی ہے۔ اور اس استعمال کا کچھ حصہ تو انسانی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے، جیسے پہاڑوں سے کانیں نکالنا، سمندروں سے قیمتی اشیاء نکالنا، لکڑی، لوہا اور پیتل وغیرہ سے مختلف اشیاء تیار کرنا یہ سب تمام فطری ہدایت کی وجہ سے ہے۔ اور موجودہ دور میں سائنس نے جو کچھ ایجاد کیا ہے وہ بھی تمام اس ہدایت وراہنمائی کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ودیعت کی ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ انسان نے مادوں کی تاثیرات وکیفیات معلوم کر کے نئی نئی چیزیں تو ایجاد کر لیں ہیں لیکن جس ذات نے ان مادوں میں تاثیرات پیدا کی ہیں اس کی معرفت حاصل نہ کر سکا۔

وَالَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿۵﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نباتات کے متعلق اپنی قدرت وحکمت بیان کر کے انسان کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ہم نے زمین سے سبز اور تازہ چارہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ مٹی کا رنگ اور پانی کی رنگت سبز نہیں ہوتی لیکن جو ہم نباتات، سبزیاں اور پھل نکالتے ہیں ان کی رنگت، ذائقہ اور خوشبو کس قدر دل کو بھاتی ہیں۔ اور زمین سے نکلنے والی خوبصورت نباتات کا حسن وجمال ہمیشہ نہیں رہتا بلکہ ایک وقت آتا ہے کہ زمینی قوت اور پانی کی تراوت ملنے کے باوجود نباتات کی نشوونما رک جاتی ہے پھر ایک دن خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور اس کا نام ونشان ختم ہو جاتا ہے۔

یہی حالات انسان پر گزرتے ہیں اور آخر کار ختم ہو جاتا ہے۔ نباتات اور انسان کی زندگی میں فرق یہ ہے کہ نباتات اپنی موت کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہیں لیکن انسان موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف یا ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ پہلی زندگی اور جہان دار العمل ہے اور دوسری زندگی وجہان دار الجزاء ہے۔

سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾

ابتداء میں جب جناب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ کو بہت فکر دامنگیر ہوتی کہ کہیں کوئی لفظ حفظ وضبط کرنے سے رہ نہ جائے۔ جس طرح سورۃ القیامۃ 16 تا 19 میں وضاحت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی اس پریشانی کو کافور کرنے کے لیے یہ آیات

نازل فرمائیں کہ ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ کبھی بھولنے نہ پائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام صرف ایک مرتبہ پڑھ کر سنا دیتے اور آپ ﷺ کو ہمیشہ کے لیے وہ حفظ وضبط ہوجاتا۔ یہ قرآن مجید کا بھی معجزہ ہے کہ اس کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کا بھی جنھیں مکمل قرآن اور اس کی تفسیر وتوضیح یاد ہوئی اور کوئی چیز بھولنے نہ پائی۔ البتہ کسی لفظ یا آیت کا وقتی طور پر استحضار نہ ہونا بھول کے زمرہ میں نہیں آتا۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ سے وہ آیت یا حکم مراد ہے جو اللہ تعالیٰ منسوخ کرنے کا ارادہ فرمائیں۔ اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو آیت وحکم ہم منسوخ کرنے کا ارادہ کریں اور آپ کے ذہن سے ذھول کرادیں، اس پر آپ پریشان نہ ہونا۔ نسخ کا معنی غلطی کا ازالہ نہیں ہے بلکہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے ایک حکم جاری کردینا اور پھر مرورِ زمانہ سے اور زمان ومکان کے حالات کے پیش نظر اس کی جگہ دوسرا حکم جاری کردینے کا نام نسخ ہے اور یہ عین حکمت کے تقاضہ کے مطابق ہوتا ہے۔

نسخ کی اقسام:

منسوخ آیات کی تین قسمیں ہیں:

① وہ آیات جن کی قراءت اور حکم دونوں منسوخ ہیں، مثلاً: دس رضعات کو منسوخ کردینا۔

② وہ آیات جن کی قراءت باقی ہے اور حکم منسوخ ہے، مثلاً: خاوند کی وفات پر بیوی کے لیے پہلے ایک سال کی عدت تھی اور بعد میں چار ماہ اور دس دن کردی گئی۔

③ وہ آیات جن کی قراءت منسوخ اور حکم باقی ہے، مثلاً: الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الاتقان فی علوم القرآن 28/2)

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦

اللہ تعالیٰ ظاہری ومخفی قول وفعل کو خوب جانتا ہے اور آپ ﷺ کا دل میں وحی کے بھولنے کے خدشات کو چھپانا بھی وہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ظاہری ومخفی باتوں کا جاننا قرآن میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے، مثلاً: سورۂ رعد، آیت: 10، سورۂ انعام، آیت: 3، سورۂ انبیاء، آیت: 110، سورۂ ملک، آیت: 13۔ ان آیات سے ایک اشکال سا پیدا ہوتا کہ ظاہری ومخفی باتوں کو جاننا اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص وصف بیان کیا ہے۔ مخفی باتوں کا جاننا تو واقعی صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے مگر بلند آوازوں کو تو لوگ بھی جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اس کا حل امام ابن جوزی کے استاد وزیر ابن ہبیرہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز سے ایک ہی وقت میں بہت سے لوگ باتیں کریں تو ہمیں کچھ پتا نہیں چلتا جبکہ اللہ تعالیٰ کروڑوں لوگ کی بیک وقت مختلف زبانوں اور مختلف مکانوں میں کہی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اور یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ⑧

یعنی ہم آپ کے لیے یہ آسانی فرمائیں گے کہ آپ کے خاموشی سے سننے پر مکمل وحی یاد کرادیں گے اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں بھی آسانی پیدا کردیں گے نیز اس کے ابلاغ پر آنے والی مشکلات کو بھی دور کردیں گے۔ اور آپ کے ابلاغ کردینے کے باوجود کوئی تسلیم نہ کرے تو آپ پر کسی قسم کا بوجھ نہ ہوگا، یہ بھی ہم نے آپ پر آسانی والا معاملہ کردیا ہے۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ⑨

لفظی ترجمہ یہ ہے "اگر نصیحت فائدہ دے تو آپ نصیحت کریں"۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نصیحت فائدہ نہ دے تو کیا نصیحت کرنا چھوڑ دی جائے؟ حالانکہ نصیحت تو ہر وقت کرنا ضروری ہے۔ اس سرسری تعارض کا حل مفسرین نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے، مثلاً:

① بعض لوگ، گمراہ قسم کے لوگوں کو وعظ کرنا چھوڑ دیتے ہیں یہ سمجھ کر کہ ان کو نصیحت کرنا نفع دینے کی صورت میں ہے ورنہ نہیں، یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ آیت میں لفظ "اِن" استعمال کیا گیا ہے جب کا معنی ہے اگر نصیحت فائدہ دے، یعنی جب تک کسی قطعی دلیل سے معلوم نہ ہوجائے کہ فلاں شخص کو نصیحت فائدہ نہ دے گی اس وقت تک نصیحت کرنے کا حکم ہے اور کسی کو نصیحت کے فائدہ نہ دینے کا علم وحی الٰہی سے ہوسکتا ہے۔ وحی کے بغیر ہر حال میں نصیحت کے مفید ہونے کا امکان باقی ہے اور ہمارے پاس وحی کے ذریعہ اس کا علم نہیں ہے تو ہمیں نصیحت کرتے ہی رہنا چاہیے۔ (اختصار تفسیر ثنائی)

② نفعت فعل کا مفعول محذوف ہے۔ عبارت اس طرح ہوگی (فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى اَحداً) "اگر نصیحت کا کسی ایک کو بھی فائدہ ہو تو آپ نصیحت کریں"۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ نصیحت کا کسی نہ کسی کو تو فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیے داعی کو چاہیے کہ وہ نصیحت کرتا رہے، سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ⑩ پھر ڈرنے والا نصیحت کو قبول کرے گا اور بدبخت اس سے اجتناب کرے گا۔

③ بعض نے "اِن" حرف شرط کو "اِذ" کے معنی میں لیا ہے یعنی اس وقت نصیحت کریں جب نصیحت فائدہ دے، یعنی موقع ومحل اور مخاطب کا لحاظ رکھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے نصیحت کی جائے۔ بے موقع محل اور منفی انداز میں نصیحت کرکے اسے ضائع نہ کیا جائے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کو نزول عذاب تک نصیحت کی ہے جو دلیل ہے کہ نصیحت کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ موقعہ بہ موقعہ نصیحت ووعظ کرتے رہنا چاہیے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ⑫ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ⑬

کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع نصیحت قرآن مجید ہے اور سب سے افضل ومؤثر داعی حضرت محمد ﷺ تھے لیکن جنہوں نے دلوں پر قفل لگا دیے اور خود دعویٰ کردیا:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ (حم السجدہ: 5)

"اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس چیز سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تو ہم کو دعوت دیتا ہے اور ہمارے کانوں میں ثقل ہے...."۔

ایسے بدبختوں کو نصیحت نے کوئی فائدہ نہ دیا اور سب سے بڑی آگ میں جا گرے۔ بڑی آگ اس لیے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے اُنہتر (69) گنا زیادہ سخت ہے۔ (بخاری، حدیث: 3265)

دنیا کی آگ میں گرنے سے انسان مرجاتا ہے اور دنیاوی تکالیف سے نجات پاجاتا ہے لیکن جہنم کی آگ اگرچہ کئی گنا سخت ہوگی لیکن وہاں موت نہ ہوگی بلکہ موت کو بھی موت آجائے گی اور ایسے بدبخت ہمیشہ نارِ جہنم میں جلتے رہیں گے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥

ان آیات میں ان خوش نصیب لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نصیحت کی باتوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ نصیحت سن کر متاثر ہونا کامیابی کا پہلا درجہ ہے اور کامل کامیابی کے لیے دو چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

① ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی حاصل کر لینا۔ باطنی طہارت سے مراد عقیدہ و نظریہ کو شرک و کفر اور دیگر باطل عقائد سے پاک کر لینا۔ اور ظاہری طہارت سے مراد بدن، کپڑے، طعام اور دیگر معاملات کو ہمہ قسم کی آلودگیوں سے پاک کر لینا۔

② اپنے آپ کو ہر نیکی و خوبی سے مزین کر لینا۔

چونکہ کامیابی کا دار و مدار تزکیۂ نفس پر ہے اور تزکیہ کا عمدہ ترین ذریعہ ذکر الٰہی بیان کیا گیا ہے۔ ذکر الٰہی میں بہت عموم ہے۔ ہر برائی سے بچانے والی چیز خوف الٰہی ہے اور ہر نیکی پر آمادہ کرنے والی چیز بھی خوف الٰہی ہے۔ اور جس دل میں اللہ کی یاد اور اس کا ذکر ہوگا اس میں لازمی طور پر خوف الٰہی ہوگا۔

اور ذکر کی بہت سی صورتیں ہیں اور تمام اذکار کی جامع صورت نماز ہے۔ اور نماز کا وصف اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت:45)

’’نماز ہر قسم کی برائی اور منکرات سے بچاتی ہے۔‘‘

گویا کہ نماز کو اس کی شروط و قیود کے مطابق ادا کرنا بہترین تزکیہ ہے اور تزکیہ کا نتیجہ دائمی کامیابی ہے۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧

اس میں حق بات سے انکار کرنے والے کافروں کا تزکیہ اختیار نہ کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیئے ہوئے ہیں۔ اور یہی اس بدبختی کی جڑ ہے۔ جیسے ایک روایت میں ہے (حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ) ’’یعنی دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔‘‘ منکرین نقد کے گاہک ہیں اس لیے ان کی منتہائے نظر دنیا ہی ہے۔ اور آخرت ادھار سودا ہے اس لیے اس کا انکار کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ آخرت کی زندگی بہت بہتر اور دائمی ہے۔ اب بہت بہتر اور دائمی منافع کو چھوڑ کر حقیر اور ناپیدار کے پیچھے پڑنے والے احمق ہی ہو سکتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٨ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝١٩

کامیابی کا یہ ضابطہ واصول اس قدر مستحکم ہے کہ اس کا تذکرہ قرآن کی طرح سابقہ کتب سماوی میں بھی تھا۔ اس آیت میں ’’هٰذَا‘‘ کا اشارہ کس طرف ہے، اس بارے میں دو قول ہیں:

① اس کا اشارہ (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى) کے مضمون کی طرف ہے یعنی کامیابی پانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنا تزکیہ کر لیتے ہیں۔ اس کی علامت ہے کہ وہ آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

② مکمل سورت کے مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ’’یہ ’’الصُّحُفِ الْاُوْلٰى‘‘ سے بدل ہے۔ یعنی پہلے صحیفوں سے مراد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفے ہیں۔

سورۃ الغاشیۃ

سورت کا تعارف

① اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ ’’الْغَاشِيَةِ‘‘ سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ’’مکی‘‘ سورت کہا جاتا ہے۔

② اس سورت میں ایک رکوع، 26 آیات، 93 کلمات، اور 384 حروف ہیں۔

③ قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 88 اور نزول نمبر 68 ہے۔

④ **ربط:** گزشتہ سورت ’’الْاَعْلٰى‘‘ میں دنیا کی زیب وزینت میں پھنس جانے والے بدبخت اور آخرت کی طرف میلان کرنے والے خوش بخت کا ذکر تھا تو اس سورت میں بدبخت انسان کے لیے تخویف اور خوش بخت کے لیے بشارت سنائی گئی ہے تاکہ اپنا انجام سامنے رکھ کر دنیا کا سفر طے کریں۔

گزشتہ سورت میں قرآن کے ساتھ نصیحت کرنے کا حکم تھا تو اس میں واضح کر دیا کہ ابلاغ کے بعد بھی کوئی ہدایت کا راستہ اختیار نہ کرے تو آپ پر کسی قسم کا بوجھ اپنے اوپر محسوس نہ کریں۔

⑤ **خلاصہ سورت:**

① آیت نمبر 1 تا 7 میں مختلف انداز میں اُخروی تخویف دلائی گئی ہے۔

② آیت 8 تا 16 میں مختلف انداز میں بشارت سنائی گئی ہے۔

③ توحید کے اثبات اور منکرین کے ردّ کے لیے چار دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

④ آخر میں مبلغ اور داعی کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا کام ابلاغ ہے اور ہمارا کام حساب ہے۔ اگر کوئی دعوتِ حق تسلیم نہ کرے تو داعی اس سے بری ذمہ ہوگا۔

⑥ **فضیلت:** گزشتہ سورۃ الاعلیٰ کے فضائل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اٰیاتھا ٢٦ | ٨٨ سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ٦٨ | رکوعھا ١ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ (١) وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (٢) عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (٣) تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً (٤)

کیا	آ گئی ہے آپ کے پاس	بات چھا جانے والی (قیامت) کی	کئی چہرے	اس دن	ذلیل ہوں گے	عمل کرنے والے	تھکے ماندے	وہ داخل ہونگے	دہکتی آگ میں

کیا تیرے پاس ہر چیز پر چھا جانے والی (قیامت کی) خبر پہنچی؟ اس دن کئی چہرے ذلیل ہوں گے محنت کرنے والے ہوں گے جھک جانے والے ہوں گے وہ گرم آگ میں داخل ہونگے

تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ (٥) لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ (٦) لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ (٧) وُجُوۡهٌ

وہ پلائے جائیں گے	کھولتے ہوئے چشمے سے	نہیں ہوگا	ان کیلئے	کوئی کھانا	مگر	خاردار جھاڑی سے	نہ وہ موٹا کرے گا	اور نہ	وہ فائدہ دیگا	کچھ بھوک سے	کئی چہرے

وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے ان کیلئے کھانا خاردار خشک جھاڑی کے علاوہ کچھ نہ ہوگا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے کچھ فائدہ دے گا کئی چہرے

يَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ (٨) لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ (٩) فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (١٠) لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً (١١) فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ (١٢)

اس دن	تروتازہ ہونگے	اپنی کوشش سے	راضی ہونگے	بلند و بالا جنت میں ہوں گے	نہ وہ سنیں گے	اس میں	کوئی لغو بات	اس میں	ایک چشمہ جاری ہوگا

اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنی کوشش پر خوش ہوں گے، بلند جنت میں ہوں گے، وہ اس میں بے ہودگی والی کوئی بات نہیں سنیں گے۔ اس میں ایک بہنے والا بڑا چشمہ ہے۔

فِيۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ (١٣) وَّاَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ (١٤) وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ (١٥) وَّزَرَابِىُّ مَبۡثُوۡثَةٌ (١٦) اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ

اس میں	تخت ہونگے	اونچے اونچے	اور آبخورے	رکھے ہوئے (قرینے سے)	اور گاؤ تکیے	قطار در قطار	اور قالین	بچھے ہوئے	کیا پھر نہیں	وہ دیکھتے

اس میں اونچے اونچے تخت ہیں اور ترتیب سے رکھے ہوئے آبخورے ہیں۔ اور قطاروں میں لگے ہوئے گاؤ تکیے ہیں اور بچھائے ہوئے مخملی قالین ہیں تو کیا وہ

اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ (١٧) وَاِلَى السَّمَآءِ كَيۡفَ رُفِعَتۡ (١٨) وَاِلَى الۡجِبَالِ كَيۡفَ نُصِبَتۡ (١٩)

اونٹوں کی طرف	کیسے	وہ پیدا کیے گئے؟	اور آسمان کی طرف	کیسے	وہ بلند کیے گئے؟	اور پہاڑوں کی طرف	کیسے	وہ کھڑے کیے گئے ہیں؟

اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟ اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیے گئے ہیں؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے نصب کیے گئے؟

وَاِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ سُطِحَتۡ (٢٠) فَذَكِّرۡ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ (٢١) لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ (٢٢) اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى

اور زمین کی طرف	کیسے	وہ بچھائی گئی؟	پس آپ نصیحت کریں	آپ تو فقط	نصیحت کرنے والے ہیں	نہیں ہیں آپ	ان پر	کوئی جبر کرنے والے	مگر	جس نے	منہ موڑا

اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے؟ پس آپ تو نصیحت کریں کیونکہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں ہرگز ان پر مسلط کیا ہوا داروغہ نہیں ہیں مگر جس نے منہ موڑا

وَكَفَرَ (٢٣) فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ (٢٤) اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ (٢٥) ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ (٢٦)

اور کفر کیا	تو اللہ اسے عذاب دے گا	عذاب بہت بڑا	یقیناً	ہماری ہی طرف ہے	ان کا لوٹ کر آنا	پھر یقیناً	ہم پر ہے	ان کا حساب (لینا)

اور انکار کیا تو اللہ اسے سب سے بڑا عذاب دے گا۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان کا لوٹ کر آنا ہے پھر بے شک ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

اَلْغَاشِيَةِ	غشی طاری ہونا، غشی والی حالت، غش کھا کر گرنا، مغشی	تَسْمَعُ	سمع وبصر، سماعت، سامعین، قوتِ سامعہ، سمعی آلات
وُجُوْهٌ	وجہ، وجیہ آدمی، علی وجہ البصیرۃ، توجہ کرنا، متوجہ	لَاغِيَةً	لغو، لغویات، لغو باتیں، لغو کھیل
خَاشِعَةٌ	خشوع وخضوع، خاشع، خشیت	جَارِيَةٌ	جاری، جریان، اجراء، مجرا
عَامِلَةٌ	عمل، اعمال، عامل، عوامل، عملی زندگی، معمول، معاملہ	مَوْضُوْعَةٌ	وضع کرنا، وضع قطع، موضوع، موضوعات، واضع
نَارًا	ناری مخلوق، نارِ جہنم، نور	مَصْفُوْفَةٌ	صف بندی کرنا، صفوف، صف اول، صف بستہ
تُسْقٰى	ساقی، ساقیٔ کوثر، نماز استسقاء	يَنْظُرُوْنَ	نظر، نظارہ، ناظرین، منظر، مناظر
طَعَامٌ	طعام گاہ، قیام وطعام، طعام بخش، طعام عروسی، مطعم	كَيْفَ	کیفیت، بہر کیف، کوائف
يُغْنِيْ	غنی، غناء، مستغنی، استغناء	خُلِقَتْ	خلق، تخلیق، مخلوق، خالقِ کائنات
نَاعِمَةٌ	نعمت، انعامات، نعمتیں، منعم حقیقی	الْجِبَالِ	جبل رحمت، جبل احد، جبل طارق
لِسَعْيِهَا	سعی کرنا، صفا ومروہ کی سعی، سعی لاحاصل	نُصِبَتْ	نصب، تنصیب، ایٹمی تنصیبات
رَاضِيَةٌ	راضی، رضامند، رضامندی، مرضی	سُطِحَتْ	سطح سمندر، سطح زمین، سطح مرتفع، سطحی طور پر
عَالِيَةٍ	عالی مقام، عالی شان، جناب عالی، اعلیٰ وارفع، وزیر اعلیٰ	حِسَابَهُمْ	یوم حساب، حساب وکتاب، حساب کرنا، محاسبہ کرنا

مختصر گرائمر ولغت

اَتٰىكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِتْيَانٌ'' (آنا) آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول ہے۔	مَوْضُوْعَةٌ	واحد مؤنث، اسم مفعول، مصدر ''وَضْعٌ'' (رکھنا)
اَلْغَاشِيَةِ	واحد مؤنث، اسم فاعل، مصدر ''غَشْيٌ'' (ڈھانپنا)	نَمَارِقُ	یہ نُمْرِقَةٌ کی جمع ہے (تکیے، گول گدے)
خَاشِعَةٌ	واحد مؤنث، اسم فاعل، مصدر ''خَشْعٌ'' (عاجزی کرنا، جھک جانا)	لَا يَنْظُرُوْنَ	جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر ''نَظْرٌ'' (دیکھنا)
عَامِلَةٌ	واحد مؤنث، اسم فاعل، مصدر ''عَمَلٌ'' (محنت کرنا)	خُلِقَتْ	واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، مصدر ''خَلْقٌ'' (پیدا کرنا)
نَاصِبَةٌ	واحد مؤنث، اسم فاعل، مصدر ''نَصْبٌ'' (تھک جانا، کوشش کرنا)	رُفِعَتْ	واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، مصدر ''رَفْعٌ'' (بلند کرنا، اٹھانا)
تَصْلٰى	واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، مصدر ''صَلْيٌ'' (جلنا)	نُصِبَتْ	واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، مصدر ''نَصْبٌ'' (گاڑنا، کھڑا کرنا)
تُسْقٰى	واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، مصدر ''سَقْيٌ'' (پلانا)	ذَكِّرْ	واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ''تَذْكِيْرٌ'' (نصیحت کرنا، یاد کرانا)
لَا يُسْمِنُ	واحد مذکر غائب، فعل نفی معلوم، مصدر ''اَسْمَانٌ'' (موٹا کرنا)	مُصَيْطِرٍ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ''صَيْطِرٌ'' (نگران، ذمہ دار)
لَا يُغْنِيْ	واحد مذکر غائب، فعل نفی معلوم، مصدر ''اِغْنَاءٌ'' (کافی ہونا، بے نیاز کرنا)	تَوَلّٰى	واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، مصدر ''تَوَلِّيْ'' (روگردانی کرنا)
رَاضِيَةٌ	واحد مؤنث، اسم فاعل، مصدر ''رِضَاءٌ'' (راضی ہونا)	فَيُعَذِّبُهُ	واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، مصدر ''تَعْذِيْبٌ'' (عذاب دینا)
لَا تَسْمَعُ	واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، مصدر ''سَمْعٌ'' (سننا)	اِيَابَهُمْ	آب يَؤُوْبُ سے مصدر ''اِيَابٌ'' (لوٹنا)

تفسیر وتشریح:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ①

الْغَاشِيَةِ کا معنی ڈھانپ لینے والی۔ اس سے مراد قیامت ہے کیونکہ اس کی آفت تمام کائنات کو اچانک ڈھانپ لے گی۔ اگر ''هَلْ'' ''قَدْ'' کے معنی میں ہو تو مطلب ہوگا کہ یقیناً آپ کے پاس ڈھانپ لینے والی قیامت کی خبر پہنچ چکی ہے۔ اس خبر سے اہل دنیا کو مطلع کر دیجیے تاکہ اس کی ہولناکیوں سے بچاؤ کی تدابیر کرلیں۔ اگر ''هَلْ'' استفہام کے لیے ہو تو مخاطب کو متوجہ کرنے کا ایک انداز ہے کہ اس قیامت کے بارے میں غفلت مت کریں بلکہ اس کی بھرپور تیاری کرلیں۔ جب قیامت واقع ہوجائے گی تو لوگ دو قسموں میں تقسیم ہوجائیں گے۔

1 ذلت والے چہرے:

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾ تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ ؕ﴿۵﴾ لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ ؕ﴿۷﴾

قیامت کے دن ایک گروہ ایسا ہوگا جن کے چہرے ذلت ورسوائی کی وجہ سے جھکے ہوئے ہوں گے۔ زندگی بھر کی بغاوتیں اور حق کی مخالفتیں سامنے ہوں گی۔ ان کی تمام محنتیں اور کوششیں صرف دنیا کے لیے تھیں اور دنیا کی دولت وقیادت کے لیے محنت کرکے تھک چکے تھے لیکن آخرت کی کبھی سوچ بھی دامنگیر نہ ہوئی تھی یا اس سے وہ لوگ بھی مراد ہوسکتے ہیں جو اپنے آپ کو اہل حق کا دعویٰ کرتے تھے اور اپنے مصنوعی حق کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں بھی دیتے تھے جیسے اہل شرک اور اہل بدعت لوگ ہیں لیکن قیامت کے دن بھڑکتی ہوئی آگ ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ اسی طرح وہ جدّت پسند ماڈرن مسلمان بھی اسی فہرست میں آئیں گے جو کتاب وسنت کی نصوص کو عقل کی خراد پر چڑھا کر تراشتے رہے حتی کہ اصل مقصود کو تبدیل کر دیا اور غیر مسلموں سے خوب داد پاتے رہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ بھڑکتی ہوئی سخت آگ ہوگا اور جب بھی شدت تپش کی وجہ سے پانی طلب کریں گے تو انہیں جہنم کا انتہائی کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ جس پانی کی بھاپ کی وجہ سے چہروں کا چمڑا گوشت گل کر جھڑ جائے گا اور پیٹ کا تمام نظام دبر کے راستے باہر نکل جائے گا۔

ایسے ظالموں کے لیے کھانے کے لیے سخت زہریلی اور خاردار بوٹی ہوگی جس کو کوئی جانور بھی منہ نہیں لگاتا۔

''ضَرِيۡع'' ایک خاردار پودا ہے جو تازہ ہو تو اہل حجاز اسے ''شِبۡرِق'' کہتے ہیں اور خشک ہو تو ''ضَرِيۡع'' کہتے ہیں۔'' (بخاری، التفسیر، بعد حدیث: 4941)

کھانے کے دو مقصد ہوتے ہیں بھوک دور کرنا اور جسم کو طاقتور وفربہ کرنا۔ لیکن جہنم کا کھانا ایسا ہوگا کہ بھوک دور کرنے اور طاقت دینے کی بجائے الٹا حلق کا کانٹا بن جائے گا اور انتہائی اذیت کا سبب بن جائے گا۔ سورۃ الحاقۃ، آیت: 25 میں غسلین (زخموں کا دھون) اور سورۃ الدخان، آیت: 43 میں زقوم (تھوہر) کا ذکر آیا ہے تو مجرموں کو وقفہ وقفہ سے یہ تمام اذیت ناک کھانے دیئے جائیں گے۔ یا الگ الگ مجرموں کو الگ الگ کھانے دیکر اذیت دی جائے گی یہ تمام سزائیں اس وجہ سے دی جائیں گی کہ وہ خود بھی حق سے منحرف رہے اور دوسروں کو بھی حق سے دور کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

2 تروتازہ چہرے:

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿۱۰﴾ لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ؕ﴿۱۱﴾ فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فِيۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِىُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾

قیامت کے دن دوسرا گروہ وہ ہوگا جنہوں نے پوری زندگی اطاعت وفرمانبرداری میں گزاری ہوگی۔ وہ اس دن کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے، جس کی وجہ سے ان کے چہرے تروتازہ اور چمک رہے ہوں گے۔ اور دنیا میں اپنی کی ہوئی محنت وکوشش پر راضی ہوں گے کیونکہ صلہ اور بدلہ کئی گنا بڑھا کر دیا گیا ہوگا۔ اور بہت عالی مقام باغات میں خوش وخرم ہوں گے۔ ان جنتوں میں کسی قسم کا شوروشغب، کوئی بیہودہ گفتگو، کوئی چغلی وغیبت اور بہتان بازی نہ سنیں گے جس سے اہل جنت کو معمولی سا بھی غم آئے۔ جنت کے خوبصورت مناظر میں ایک عمدہ ترین چشمہ ہوگا جس کی اصل حقیقت بیان سے نہیں بلکہ دیکھنے سے معلوم ہوگی بس اس کے لیے یہی تصور رکھیں کہ وہ عین عظیم (بہت عظمت والا چشمہ) ہوگا۔ اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ بیٹھنے ولیٹنے کے لیے بہت بلند تخت ہوں گے۔ جن پر بیٹھتے ہی جنتی کی حسب منشا سینکڑوں میل اونچے ہو جائیں گے۔ اور اہل جنت اپنے ان تختوں پر بیٹھے بٹھائے لاکھوں میل کے مناظر دیکھیں گے بھی اور اپنے دوست واحباب سے ہم کلام بھی ہوں گے۔ اور مشروبات پینے کا نظام بھی انتہائی دلچسپ اور خوبصورت ہوگا کہ مشروبات کے جام بڑے سلیقے وقرینے سے ترتیب دیئے گئے ہوں گے اور اہل جنت کو مَن پسند مشروب کا انتخاب کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ اور مجالس قائم کرنے کا بھی عمدہ ترین شاہانہ انداز ہوگا کہ قالین اور گول تکیے خوبصورت انداز میں ترتیب دیئے گئے ہوں گے جن کا حسن وجمال بیان سے باہر ہے۔

دعوت فکر:

گزشتہ آیات میں اہل جہنم اور اہل جنت کا حال بیان کرنے کے بعد ان چیزوں پر غور وفکر کرنے کی دعوت کا مقصد یہ ہے کہ اگر ضدی اور ہٹ دھرم لوگ قیامت اور اس دن پیش آنے والے واقعات کو بہت بعید سمجھتے ہیں تو کائنات میں پھیلے ہوئے قدرت کے شاہکار دیکھ لیں اور ایک ایک چیز پر غور کرلیں تو تمہارے تمام سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔ اگر تمام اشیاء پر غور وفکر نہیں کرسکتے تو ان چار چیزوں پر فکر کریں جن سے واسطہ ایک عرب بادیہ نشین کو عام طور پر رہتا ہے۔

اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ ۟﴿۱۷﴾

اہل عرب کے ہاں سب سے قیمتی اور عام استعمال والی سواری اونٹ ہوتا تھا۔ اس لیے اس کی خلقت پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے کہ بھوک وپیاس برداشت کرکے ریتلے علاقوں میں جہاز کی طرح بھاگتا جاتا ہے۔ درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرلیتا ہے۔ قد بہت اونچا ہونے کے باوجود سوار ہونے میں کوئی دقت نہیں ہوتی بلکہ خود نیچے بیٹھ جاتا ہے۔ کیا یہ تمام خوبیوں کے ساتھ خود بخود پیدا ہوگیا ہے۔

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيۡفَ رُفِعَتۡ ۟﴿۱۸﴾

اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت کا اندازہ نہیں ہوا تو سر اوپر اٹھا کر نیل گوں آسمان کو دیکھ لو، زندگی بھر تیز رفتار جہاز اڑاتے رہو لیکن آسمان کا کنارا نہ ملے گا۔ اور آسمان کی بلندی کے بارے میں تو تخمینہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ بس ماہرین نے اتنا تخمینہ لگایا کہ ہمارا نظام شمسی ایک کہکشاں ہے جس میں ایک لاکھ ملین ستارے ہیں۔ اور سورج اس کہکشاں کے مرکز سے 25 تا 30 ہزار نوری کے فاصلہ پر ہے۔ اور نوری سال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک

سال میں روشنی جتنا سفر طے کرتی ہے اُسے نوری سال کہا جاتا ہے اور روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ اور ہمارا نظام شمسی آسمان سے بہت نیچے ہے۔ جس ذات نے اتنے بڑے آسمان کو بغیر کسی سہارے کے کھڑا کر دیا اور اس کے نیچے بے شمار سورج، چاند، ستارے اور سیارے مقرر کر دیئے اور ہر ایک کا ایک مربوط نظام مقرر کر دیا تو کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے اور حساب وکتاب لینے پر قادر نہیں ہے؟

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾

اور اس طرح دائیں بائیں پہاڑوں کا سلسلہ دیکھو جن کی وجہ سے اس متحرک زمین کو ساکن کر دیا۔ جیسے سطح زمین سے اوپر نظر آتے ہیں اس سے کئی گنا زمین کے اندر ان کی جڑیں پھیلا دی ہیں۔ اور ان کو بے شمار قیمتی معدنیات سے بھر دیا ہے۔

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾

اور وسیع وعریض زمین کو کیسے بچھا دیا۔ اس کو نہ زیادہ نرم بنایا کہ اس میں دھنس جاؤ اور نہ اتنا سخت بنایا کہ اس کو کرید کر ضروریات زندگی بھی حاصل نہ کر سکوں۔ اور اس میں بے شمار معدنیات اور نباتات کا طویل سلسلہ پیدا کر دیا۔ اس زمین سے تم پیدا کیے گئے، اس پر زندگی بسر کی، اس سے نکلنے والی نباتات کھا کر زندہ رہے اور مرنے کے بعد بھی اسی میں دفن کیے جاؤ گے، پھر دوبارہ اسی سے اٹھایا جانا کیسے ناممکن ہو گیا؟

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿٢٤﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے بعد ہر داعی الی اللہ کا کام تبلیغ و تذکیر ہے۔ اگر واضح دلائل دیکھنے و سننے کے باوجود اپنے کفر اور باطل کو چمٹا رہے تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ہم خود ان سے حساب لیں گے۔ آپ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا گیا کہ ہر وقت ان کی حرکت وسکنات پر نظر رکھیں اور ان کی فکر میں اپنے آپ کو غمگین کیے رکھیں۔ دو آپ کی دعوتِ حق سے اعراض کرے گا اور کفریہ عقائد و اعمال پر بضد رہے گا ایسے ضدی منکرین کی سزا بہت بڑے عذاب کی صورت میں تیار ہے۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

حق سے اعراض کرنے والے اور اہل حق کو گزند پہنچانے والے آخر کار ہمارے پاس آئیں گے اور وہاں ان کی سب اکڑ نکل جائے گی اور ہم ان کا خوب حساب لیں گے، ان کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک چالبازی کا بدلہ دیں گے۔

سورت کے اختتام پر دعا کرنا:

لوگوں میں مشہور ہے کہ سورۃ الغاشیہ کی آخری آیت سننے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

اللھم ! حاسِبْنَا حِسَابًا يَسِيرًا ''اے اللہ! ہمارا حساب آسان فرما۔''

یہ دعا مطلق طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن اس سورت کے اختتام پر پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

پرچہ فہم قرآن کورس

وقت 20 ستمبر 2018ء تک　　کل نمبر:100　　پاس مارکس:40

ملاحظہ: تمام سوالات حل کریں، تمام کے نشانات مساوی ہیں

سوال نمبر ۱۔ سورۃ الغاشیہ کا تعارف لکھیں۔

سوال نمبر ۲۔ سورۃ الاعلیٰ کی ابتدائی پانچ آیات کا لفظی ترجمہ لکھیں۔

سوال نمبر ۳۔ نسخ کی اقسام مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

سوال نمبر ۴۔ سورۃ الغاشیہ کی ابتدائی سات آیات کا بامحاورہ ترجمہ لکھیں۔

سوال نمبر ۵۔ مندرجہ ذیل کلمات کا اردو میں استعمال لکھیں۔　قدر۔ یخفی۔ وجوہ۔ موضوعۃ۔ عالیۃ

سوال نمبر ۶۔ مندرجہ ذیل قرآنی صیغے حل کریں۔　فسوی۔ یتجنبھا۔ لا یسمن۔ راضیۃ۔ خلقت

سوال نمبر ۷۔ مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی لکھیں۔　مصفوفۃ، ضریع، غثاء، المرعی، ناصبۃ

سوال نمبر ۸۔ مندرجہ ذیل میں سے صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

1. سورۃ الاعلیٰ میں 384 حروف ہیں۔
2. سورۃ الغاشیہ کا نزول نمبر 87 ہے۔
3. سورۃ الاعلیٰ میں 82 کلمات ہیں۔
4. مُذَكِّرٌ کا لفظ سورۃ الغاشیہ میں آتا ہے۔
5. سورۃ الغاشیہ میں دعوت فکر کیلئے بطور مثال اللہ تعالیٰ چار چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔

سوال نمبر ۹۔ اگر نصیحت فائدہ نہ دے تو کیا ایک داعی ہونے کی حیثیت سے دعوت کا کام روک دینا چاہیے سورۃ الاعلیٰ کی روشنی میں قلمبند کیجیے۔

سوال نمبر ۱۰۔ سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیہ کی فضیلت میں فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کریں۔